BA-I (Urdu)
Chapter - 4

رستم و سہراب

(آغا حشر کاشمیری)

سوال نمبر ۱ اردو ڈرامے کے فن اور آغا حشر کے ڈرامے کی تکنیک سے اپنی واقفیت کا اظہار کیجیے ؟ یا
اردو ڈراما نگاری کے فن پر روشنی ڈالیے ؟

جواب :

ڈرامے کا فن :۔ ڈراما یونانی زبان کا لفظ ہے جو Dravo سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں کر کے دکھانا یا حرکت کے ہیں۔ اس کی خوبی یہ ہوتی ہے کہ اسے تماشائیوں کے سامنے اسٹیج پر اداکاروں کے ذریعے کر کے دکھایا جاتا ہے ؛

بقول ارسطو :۔

" ڈراما اس مکمل اور متوازن حرکت کا نام ہے جس میں ہم آہنگی کے ساتھ ساتھ مقصد بھی پیش نظر ہے "

A. Nigal نے اسے ادب کی سب سے زیادہ دلکش اور دلچسپ صنف کہا ہے۔ ڈرامے کا فن تصادم کا فن ہے جو نتائج کے اعتبار سے المیہ یا طربیہ ہوتا ہے۔ ڈراما زندگی کے واقعات و حالات کی کہانی پیش کرتا ہے۔ اس میں ایجاز و اختصار کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ اسے عمل، ناظرین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

~~[illegible]~~ ڈراما ادب کی ایک شاخ ہے اور مقبول صنف ہے۔ ڈرامے کی ابتدا نقالی سے ہوئی۔ ارسطو نے کہا ہے کہ " نقالی انسانی جبلت میں داخل ہے۔ یہ جبلت ہی سے نکلتی ہے اور اس کے ارتقا سے کمال کا نام ڈراما ہے "۔

بچہ پیدا ہوتے ہی نقالی شروع کر دیتا ہے۔ بچے بڑے بوڑھے ؛ کھانے، پینے ہر چیز میں نقالی کرتے ہیں۔ وہ کبھی ~~[illegible]~~ چور بنتے ہیں تو کبھی سپاہی، کبھی دولہا تو کبھی دلہن۔ جب یہ شعور کو پہنچ کر عمر کو پہنچتے ہیں تو انہیں اور اس تجربے سے مدد ملتی ہے۔ مطلب یہ کہ اسٹیج پر بعض دو کردار نظر آتے ہیں۔ ان کی ایک ~~[illegible]~~ شخصیت تو وہ کردار ہے جنہیں ڈراما نگار نے افسانوی شکل دی ہے۔ دوسرے وہ اداکار جو ان کرداروں کے رول ادا کرتے ہیں۔

ڈراما فنون لطیفہ کی قدیم شکلوں میں سے ہے۔ یہ فن دن بہ دن ترقی کی منزلیں طے کرتا گیا اور وقت کے ساتھ ساتھ اس کی ہیئت اور تکنیک بھی ترقی کرتی جا رہی ہے۔ اس فن میں موسیقی، شاعری اور رقص کا بیک وقت امتزاج ملتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ڈرامے کا فن ہر دور میں نہ صرف زندہ رہا بلکہ ترقی کرتا رہا۔

ڈراما کو عام طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اول ٹریجڈی، دوم کامیڈی۔ کامیڈی میں انجام خوشگوار ہوتا ہے اور موضوع عموماً مزاحیہ یا ظریفانہ۔ اس کے برعکس ٹریجڈی کا انجام رنج و الم پر ہوتا ہے۔ لیکن ان دونوں میں ایک بات مشترک ہے یعنی دونوں میں انسانی زندگی اور انسانی نشیب و فراز سے تعلق رکھتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

BA Part 2 Sub
Chapter-4

رستم و سہراب

ڈرامہ کا کام کرداروں کی اداکاری کے ذریعے کہانی پیش کرنا ہے۔

ناٹیہ شاستر:-

دنیا کی سب سے پہلی ڈرامے کی کتاب سنسکرت ہی میں لکھی گئی ہے۔ بھرت منی کی "ناٹیہ شاستر" ڈراما ادب کی ضخیم اور مستند کتاب تسلیم کی جاتی ہے۔ ناٹیہ شاستر میں ڈرامے کے فوری اجزائے ترکیبی اسٹیج کی مکمل بناوٹ اور اس کی ساخت کے علاوہ دوسرے مخصوص اجزائے ترکیبی اسٹیج کی مکمل بناوٹ اور اس کی ساخت کے علاوہ دوسرے مخصوص ڈرامائی عناصر کی تفصیلات کے ساتھ ساتھ اس دور کے سماجی پہلوؤں اور اس کے خاص رجحانات و صفات کی حیرت انگیز تشریح ملتا ہے۔

سنسکرت ڈراما:-

ناٹیہ شاستر سے پتہ چلتا ہے کہ اولین ڈرامے سنسکرت ہی میں لکھے گئے۔ ان ڈراموں میں دو خاص قسم کی زبانیں استعمال ہوتی تھیں۔ یہ سنسکرت اور پراکرت۔ راجہ، برہمن، سپہ سالار، اور علما سنسکرت بولتے تھے۔ ان ڈراموں میں پراکرت کئی طرح استعمال ہوتی ہیں۔ عورتیں عام طور پر شور سینی پراکرت بولتی ہیں۔ دو دشمن اور مسخرے اور عام لوگ پراچیہ، ماگدھی، مہاراشٹری پراکرت اور پیشاچی پراکرتوں کا استعمال کرتے تھے۔

سنسکرت ادب میں ڈرامے کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ سنسکرت کی بہترین اور عمدہ شاعری ڈرامائی ادب میں پائی جاتی ہے۔ لیکن سنسکرت ڈراما عوام سے دور تھا۔ اس عہد کے وہ برہمنوں، چھتریوں، وزرا اور امرا کی تفریح کرتے تھا۔ اسی لیے سنسکرت ڈراما کبھی المیہ پر ختم نہیں ہوتا۔ سنسکرت کے ممتاز ڈراما نگاروں میں اشوگھوش، بھاس، ہرش، کالی داس اور بھوبھوتی کے نام قابل ذکر ہیں۔ کالی داس کی شمار دنیا کے بڑے ڈراما نگاروں میں ہوتا ہے۔ ان کے ڈراما شکنتلا کا درجہ بہت بلند ہے اور دنیا کے چند بہترین ڈراموں میں شمار ہوتا ہے۔ سنسکرت ڈراما لکھنے اور اسٹیج کرنے کی سلسلہ چودھویں صدی تک چلتا رہا۔ اور اس کے بعد بالکل ختم ہو گیا۔

یونانی ڈراما:-

یونان میں ڈراما قبل مسیح شروع ہو چکا تھا۔ یونانی ڈرامائی بنیاد یونانی دیومالا پر ہے۔ یہاں ڈراما ایک مقدس مذہبی فریضے کی حیثیت سے کھیلا جاتا ہے۔ یونانیوں نے المیہ کو جنم دیا۔ رومیوں نے جب ڈرامے کی طرف توجہ دی تو انہوں نے اپنے ڈرامے شمار کرنا شروع کئے۔

یورپ میں نشاۃ الثانیہ کے ساتھ ڈراما کا فن کو کافی فروغ ہوا۔

Scanned by CamScanner

رستم و سہراب

فرانس اور انگلستان میں خاص طور پر اس فن کو ترقی ملی۔ فرانس میں راسین اور مولیئر اور انگلستان میں شیکسپیئر اور بیسویں صدی میں برنارڈ شا نے اسے ایک بار پھر ادب کی ایک اہم صنف کی حیثیت دے دی۔

ڈراما اور اسٹیج :-

ڈرامے کا تعلق براہ راست اسٹیج سے ہے۔ جس ملک میں اسٹیج کی طرف توجہ نہیں دی گئی وہاں ڈراما ترقی نہ کر سکا۔ اسٹیج کا ڈرامے سے تعلق معنوی نہیں بلکہ اسٹیج کے ڈرامے کا تصور ہی معنوی معلوم ہوتا ہے۔ ڈرامے کا مقصد اسے اسٹیج پر پیش کرنا ہوتا ہے۔ ایسے ڈراما مختصر ہوتا ہے۔ ڈراما نگار صرف ان واقعات کو پیش کرتا ہے جس سے کہانی آگے بڑھتی ہے اور ڈرامے کے اصل کردار سامنے آتے ہیں۔

پلاٹ :

پلاٹ یا قصہ ڈرامے کا اہم اور بنیادی جزو ہے۔ ڈراما میں پلاٹ کا ہونا ضروری ہے۔ ڈرامے میں پلاٹ کی ابتدا کشمکش سے ہوتی ہے اور اس کشمکش کا حل ہمیں ڈرامے کے انجام تک پہنچا دیتا ہے۔ اس کی درمیانی کڑی ڈرامے کا پلاٹ ہوتی ہے۔ پلاٹ کی ترتیب میں ڈراما نگار آزاد نہیں ہوتا چونکہ اس کے ساتھ وقت کی پابندی ہے۔

ڈرامے کے پلاٹ کے لئے ضروری نہیں کہ اس میں اختصار کی بنا پر ایک ہی واقعہ یا حادثہ ہو۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ یہ واقعات و حادثات مختلف مناظر کے ذریعہ اس طرح پیش کئے جائیں کہ وہ ایک ہی مرکزی خیال کی طرف لے جائیں اور ڈرامے میں جو کشمکش ہو اس کو حل کرانے میں مددگار ہوں۔ ڈراما کا فن اجازت نہیں دیتا کہ اس میں غیر ضروری واقعات و حادثات شامل کر لئے جائیں۔

پلاٹ میں بیان کردہ واقعات کی ترتیب منطقی ہونا چاہئے اور سبھی واقعات کو ایک دوسرے سے پوری طرح ہم آہنگ اور مربوط ہونا چاہئے تاکہ قصے میں جا بجا کھانچے نہ رہ جائیں۔

کردار نگاری :-

کردار نگاری ڈراما کا ایک اہم عنصر ہے۔ کیونکہ ڈرامے میں آخر تک جو چیز ہماری دلچسپی برقرار رکھتی ہے وہ اس کے اندر مردوں اور عورتوں کے کردار ہیں۔ یہ واقعات ہماری دلچسپی کو برقرار رکھتے ہیں۔ لیکن واقعات کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ ان کے ذریعہ کرداروں پر روشنی ڈالی جائے۔ میکبتھ کی غلطی میکبتھ کے قتل کرنے میں نہیں ہے بلکہ میکبتھ کے اپنے کردار میں ہے۔ ڈراما کا موضوع انسانی زندگی ہے۔ ڈراما نگار زندگی کے رنگین پہلوؤں اور مسائل اور انسانی جذبات کی تصویر پیش کرتا ہے۔ زندگی کی یہ مرقع کشی اسی وقت ممکن ہے جب ڈراما نگار جیتے جاگتے کردار تخلیق کرے اور ان کی بشریت کو ایسی مہارت سے ابھارے کہ وہ تماشائی اور قاری کو اپنے گردوپیش کے عام انسان معلوم ہوں۔ ان کی گفتگو افعال اور جذباتی ردعمل میں حقیقت کا رنگ ہو۔ ان کا ہر فعل ان

ان کے احساسات کا فطری نتیجہ ہوں۔ اعلیٰ سیرت نگاری ڈراما کی فن کامیابی کی ضمانت ہوتی ہے۔ ڈراما کا ہر کردار منفرد انفرادیت اور امتیازی اوصاف کا حامل ہوتا ہے۔ کردار نگاری ہی میں ڈرامے کے فن کا کمال پوشیدہ ہے۔

مکالمہ:-

مکالمہ ڈرامے کی روح ہوتا ہے۔ پلاٹ کی دلکشی، سیرت نگاری، مقصد کی تعمیر اور ناظری وصف سب اس کے تابع ہوتے ہیں۔ اگر ڈراما نگار کو مکالمہ نگاری کی مہارت نہیں رکھتا ہو اور مختلف طبقے کی زبان انداز بیان اور لب و لہجہ کے بارے میں اس کا مطالعہ گہرا نہیں تو خواہ اس کے مقاصد کتنے ہی بلند ہوں وہ کامیاب ڈرامے نہیں لکھ سکتا۔ مکالمے ہی کے ذریعہ وہ اشخاص کی سیرت کو ابھارتا ہے اور کردار کو آگے بڑھاتا ہے۔ مکالمہ کا تعلق براہ راست کردار نگاری سے ہوتا ہے۔ کیونکہ مکالمہ نہ صرف الفاظ ادا کرتے ہیں بلکہ ان کے ذریعہ بولنے والے کے احساسات کا پتہ چلتا ہے۔ کامیاب اور پر اثر کردار نگاری کے لئے مکالمہ اساسی حیثیت کا حامل ہے۔

کشمکش یا تصادم:-

ڈراما میں تصادم یا کشمکش کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ یہ کشمکش نظریوں کی بھی ہوتی ہے اور راست طور پر افراد کی۔ یہاں ذہنی مقاصد بھی ٹکراتے ہیں اور اصل میں ڈرامے کے اندر کشمکش کا ہونا لازمی ہے جیسا کہ بریڈمین نے کہا ہے کہ کشمکش تو ڈرامے کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ کشمکش کی ابتدا ڈرامے کی ابتدا ہوتی ہے اور اس کی انتہا اس کا نقطۂ عروج ہے۔ ڈرامے میں تصادم کا ہونا ناگزیر ہے۔ اس کے بغیر کامیاب ڈرامے کا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔ تصادم کی کیفیت مختلف شکلوں میں سامنے آتی ہے۔ کہیں دو افراد باہم دست و گریباں ہوتے ہیں۔ کہیں دو تہذیبیں برسرپیکار ہوتی ہیں۔

موضوع و مقصد:- ڈرامے کا ایک مقصد ہوتا ہے۔ یعنی ہمارے احساس جمال کی آسودگی جذبات کی تہذیب فکر و شعور کی ترتیب اس کے علاوہ معاشرہ کی اصلاح کی جذبہ یا کسی نظریے کی رشاعت کی خیال ڈرامے کا محرک ہوتا ہے۔ ڈراما نگار زندگی کو تنقیدی انداز سے دیکھتا ہے وہ اس کی خامیوں لعنتوں کوتاہیوں کا احساس رکھتا ہے۔ اور انسان معاشرہ کو ان سے پاک دیکھنا چاہتا ہے۔ بعض ڈراما نگار کسی کردار کی زبانی اپنے عقائد کو کھل کر بیان کر دیتے ہیں۔ افکار و عقائد کی کھلی ہوئی تبلیغ فنون لطیفہ میں پسندیدہ نہیں سمجھی جاتی۔ ڈراما میں بھی ضروری ہوتا ہے کہ ڈراما نگار فن کی تہوں اور الفاظوں میں چھپا کر اپنے خیالات پیش کرے۔ قاری یا تماشائی کو یہ محسوس نہ ہو کہ

BA Part I Sub.
Chapter 4

ڈراما نگار تبلیغ کر رہا ہے۔ یہ احساس اکثر ڈراما کی فنی خوبیوں کو مجروح کر دیتا ہے؟

سوال ۲۶: آغا حشر کاشمیری کی ڈرامہ نگاری کا جائزہ لیجیے؟

جواب: ہندوستان میں اگرچہ ڈراما نگاری کا فن بہت پرانا نہیں تھا۔ مگر فنی لحاظ سے اس کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی۔ شروع میں ڈرامے صرف مذہبی جذبات کو ابھارنے کے لیے "رام لیلا" اور "کرشن لیلا" کے ناموں سے اپنے محدود مسائل کے ساتھ اسٹیج پر پیش کیے جاتے تھے۔ مکالمہ جات اور رومانس کے یہ قصے صرف تفریح کے ذرائع تھے۔ کردار نگاری، مکالمہ نگاری اور منظر نگاری پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی تھی اور ان میں زندگی کی کسی شدت کی وضاحت پیش کی جاتی تھی جس میں تفریح کے ساتھ کاروبار کا جذبہ غالب رہتا تھا۔ ایک مدت تک ہندوستانی ڈرامہ اسی کاروبار کے جذبے سے کھیلتا رہا۔

آغا حشر کاشمیری نے جس وقت ڈرامہ کی دنیا میں قدم رکھا اس وقت اردو ڈرامے کی یہی روش تھی۔ اور اسٹیج کی دنیا میں امانت لکھنوی، ونائک لال، ادلجی فرامجی، عبداللہ بیگ، ظریف اور حسینی میاں ظریف کے کارناموں کی دھوم مچی ہوئی تھی۔ ان کے ڈرامے اردو کی قدیم داستانوں سے ماخوذ ہیں اور فنی اعتبار سے ادنیٰ درجہ کی چیزیں ہوا کرتی تھیں۔ جابجا [illegible] دیکھنے والوں کی توجہ کا سامان مہیا کیا جاتا تھا۔ ان کے بعد ونائک پرساد طالب، بنارسی، میر منشی، حسن، احسن لکھنوی اور نرائن پرساد بیتاب کا زمانہ آیا۔ ان حضرات نے اردو ڈراموں میں قابل قدر تبدیلیاں کیں۔

آغا حشر کے پہلے دور کی ڈرامہ نگاری میں یہ اثرات غالب ہیں لیکن ان کی جدت پسندی زیادہ دنوں تک تقلید کی متحمل نہ ہو سکی اور بہت جلد انہوں نے اپنے لیے نئی راہ نکالی۔ انہوں نے تصنع اور مبالغے سے اسٹیج کو آزاد کیا۔ زندگی کے مسائل کو حقیقت پسندانہ انداز سے پیش کیا۔ کرداروں میں زندگی کی لہر پیدا کی اور مکالموں کو جذبات و خلوص سے آراستہ کیا۔ ڈرامہ میں گیتوں کی فضا پیدا کی اور بعید از قیاس واقعات سے ڈرامہ کو پاک کر دیا۔ اس طرح آغا کی رہنمائی اور روشنی نے اردو ڈرامہ کو فنی اقدار کا حامل بنایا اور وہ خود بھی اپنے دور کے ممتاز منفرد ڈرامہ نگار بن گئے۔

یہی لگن، یہی جذبہ، یہی فنکارانہ صداقت تھی جس نے اردو ڈرامے کو نئی زندگی عطا کی اور یہ ان کے فن کا کرشمہ ہے کہ وہ آج تمام اردو ڈرامہ نگاروں کی صف میں ایک ممتاز منفرد حیثیت کے مالک ہیں۔

Scanned by CamScanner